توحید اور اس کے مراتب

الملفوظ

قدوۃ الکبریٰ تارک السلطنت محبوب یزدانی مخدوم سلطان

سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھوچھہ مقدسہ

پیشکش: آل رسول احمد الاشرفی القادری کٹیہاری

شائع کردہ انٹرنیشنل سنی سینٹر ناگپور

کتاب : توحید اور اس کے مراتب

الملفوظ : غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

جامع ملفوظات : شیخ الاسلام حاجی حضرت نظام الدین غریب یمنی قدس سرہ النورانی

حسب فرمائش : مجاہد اسلام حضرت سید عالمگیر اشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش : الحاج ابو محامد آل رسول احمد الاشرفی القادری کٹیہاری

نظر ثانی و تصحیح : عالمہ الفت جہاں امجدی کٹیہاری(فاضلہ: کلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی مئو یوپی)

معاون : مولانا ظفر احسان قادری، غلام مرتضیٰ رضوی ناگپوری

سرورق ڈیزائننگ : تنویر خان اشرفی (اشرف پرنٹنگ پریس ناگپور)

شائع کردہ : انٹرنیشنل سنی سنیٹر محلہ حضرت نظام الدین کالونی ناگپور

حرف آغاز

غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم اوحدالدین سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے ملفوظات لطائف اشرفی کے نام سے مشہور ہیں۔ ملفوظات کا یہ نادر مجموعہ آپ کے مرید و خلیفہ شیخ الاسلام حضرت نظام الدین غریب یمنی قدس سرہ النورانی نے ترتیب دیا تھا انہوں نے اس میں حضرت مخدوم پاک کے مکشوفات، کلمات کی تفسیر، حقائق و معارف، اسرار کلام، احادیث مصطفوی، اقوال مرتضوی کی شرح، مشائخ کبار کی سوانح، شریعت و طریقت و حقیقت، آداب معیشت، اصطلاحات صوفیہ، شیخ طریقت کی ضرورت، ریاضت ومجاہدہ، عشق حقیقی، ذکر و فکر، مراقبہ و مکاشفہ، ولایت عامہ و خاصہ، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود، سلاسل طریقت کی ضرورت اور تعلیمات، بزرگان دین کے مستند حالات ان کے شجرے اور ان خانوادوں کے متعلق معلومات اور بے شمار اہم مسائل شریعت و طریقت کے بارے میں جانکاری وغیرہ کو لطائف کی شکل میں ترتیب دے کر تصوف کی انسائیکلوپیڈیا بنا دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی صابری علیہ الرحمہ (صاحب مراۃ الاسرار متوفی 1094 ہجری) فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگانِ چشت کی تصانیف میں سے بفضلہ تعالی دو کتابیں ہیں جو قابل اقتداء ہیں: ایک **سیر الاولیاء**، دوسرے **لطائف اشرفی**۔

اصل کتاب فارسی زبان میں ہے جبکہ برصغیر پاک و ہند میں فارسی زبان کی جگہ اردو زبان نے لے لی اور فارسی زبان جاننے اور سمجھنے والے قلیل لوگ رہ گئے ہیں تو عوام الناس کے استفادے کے لئے اس خزینہ علم و عرفان کو اردو زبان میں منتقل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ کتابچہ لطائف اشرفی /ملفوظات غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کا ہی ایک جز ہے جو کہ 60 لطائف پر مشتمل ہیں ہر لطیفہ کا ایک الگ الگ موضوع ہے اسی موضوع/نام کے ساتھ اس کتابچے کو قارئین تک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔ حضرت سیدنا سفیان بن عنیہ فرماتے ہیں کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمہ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے (حلیۃ الاولیاء) پر عمل کرتے ہوئے اپنے مخدوم پاک کا مختصر تذکرہ پیش کرتا ہوں۔

سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی رضی اللہ عنہ

ولادت باسعادت: غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ(708 ہجری) میں بمقام سمنان پیدا ہوئے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام مبارک سلطان سید ابراہیم سمنانی نور بخشی السامانی قدس سرہ ہے جن کا شجرۂ نسب سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے حضرت مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔ آپ کے دور حکومت میں بارہ ہزار طلبہ مختلف علوم وفنون میں ماہر وفاضل نکلے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ والد محترم کے عہد سلطنت میں بڑی عجیب وغریب کتب تالیف وتصنیف کی گئیں جو مختلف علوم وفنون پر لکھی گئیں تھیں انہی میں سے یہ ایک مذکورہ کتاب "سبعہ ابراہیم شاہ" تھی جسے بعد میں سبع المسابع کے نام سے مشہور کیا گیا یہ کتاب علوم وفنون میں اپنی مثال آپ تھی۔

(مکتوبات اشرفی جلد2 صفحہ 62 مترجم ممتاز اشرفی)

والدہ ماجدہ: سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی والدہ محترمہ کا نام "سیدہ خدیجہ بیگم" جو سلطان العارفین حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ کی بیٹی تھیں۔ بیگم صاحبہ نہایت عابدہ صالحہ تھیں اور کیوں نہ ہوتیں کہ وہ نسل خاندان سیادت سلطان العارفین سے تھیں۔ قرأت قرآن کریم، ادائے نوافل اور وظائف میں شب وروز بسر کرتیں۔ اکثر شب بیداری کرتیں اور دن کو روزہ رکھتیں۔ مدت العمر میں کبھی آپ کی نماز تہجد قضا نہیں ہوتی۔ (لطائف اشرفی 32/22)

تعلیم وتربیت: جب آپ چار سال، چار ماہ اور چار دن کے ہوئے تو خاندانی روایات کے مطابق آپ کی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ اس روز دربار شاہی میں جلسۂ شادی وشادمانی منعقد ہوا، تمام شہر اور چار باغ سلطانی میں آئینہ بندی کی گئی طرح طرح کے عمدہ فرش اور قالین بچھائے گئے اور مسند شاہانہ بچھائی گئی جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا عماد الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے بسم اللہ کرائی اور ابجد پڑھائی۔ پانچ برس کی عمر میں ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن کریم حفظ کیا سات مہینہ 26 دن میں یہ کمال حاصل کیا تھا۔ آپ کے اساتذہ میں علی بن حمزہ الکوفی علیہ الرحمہ کا نام آتا ہے جو اپنے وقت کے جید عالم دین اور قرأت سبعہ کے ماہر تھے۔ جب سن شریف سات سال کو پہونچا نکات علمی اس خوبی کے ساتھ بیان فرماتے کہ بڑے بڑے علماء سن سن کر عش عش کر جاتے تھے۔ آپ بارہ سال کی عمر میں علوم معانی وبلاغت ومعقول ومنقول تفسیر وفقہ وحدیث واصول جملہ علوم سے فارغ ہوئے۔ دستار فضیلت سراقدس پر باندھی گئی۔ فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے حضرت سیدنا امام عبداللہ یافعی قدس سرہ النورانی سے مکہ معظمہ میں سند حدیث حاصل کی اور مقام اسکندریہ میں حضرت سیدنا نجم الدین کبریٰ قدس سرہ النورانی کے صاحبزادے سے سند حدیث حضرت کو ملی تھی اور حضرت بابا مفرح سے سند حدیث حاصل کی جنھوں نے بابا فرح محدث سے سند حدیث حاصل کی تھی اور حضرت سیدنا احمد حقانی سے بھی حضرت کو سند حدیث حاصل ہوئی۔

تخت و حکومت: اپنے والد صاحب سلطان سید ابراہیم سمنانی نوربخشی السامانی علیہ الرحمہ کے اس دارفانی سے رحلت کے بعد سترہ سال کی عمر میں ریاست سمناں کے وارث بنے اور تخت حکومت پر متمکن ہوئے مگر چونکہ ان کا طبعی میلان فقر وفاقہ و درویشی کی طرف تھا اس لئے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام کی ترغیب سے اپنے بھائی سید اعرف محمد سمنانی نوربخشی السامانی کو تخت حکومت سپرد کر کے سلطنت سے دستبردار ہو گئے۔

جہاد فی سبیل اللہ :آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ بھی بطریق احسن انجام دیا چنانچہ نہ صرف مالی اور لسانی جہاد کیا بلکہ جہاد بالسیف بھی کیا۔ ترک حکومت سے قبل جب وہ سمنان کے حکمراں تھے، کافروں کے خلاف باقاعدہ جہاد کیا اور دشمنوں کو شکست فاش دی۔ آپ ایک بہترین سپہ سالار بھی تھے۔ کم عمری میں سپہ سالار کی حیثیت سے حصہ لینا اور اپنے سے بڑے دشمنوں کو شکست فاش دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے اندر یہ تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔

مسافرت ہندوستان: تخت سے دستبرداری کے بعد آپ نے ہندوستان کی طرف چل پڑے، گھڑ سوار اور پیادہ فوج کچھ دور تک آپ کے ہمرکاب تھے لیکن آپ نے انہیں بالآخر واپس لوٹادیا اور تنہا سفر اختیار کیا۔

بیعت طریقت: مقام جنت آباد پنڈوا شریف (بنگال) پہنچے تو آپ کے مرشد کریم حضرت شیخ علاؤالحق والدین گنج نبات خالدی ابن اسعد لاہوری پنڈوی قدس سرہ النورانی (المتوفی 800 ہجری) مع خلفاء و مریدین آپ کے استقبال کے لئے شہر سے چار کوس باہر تشریف لائے ہوئے تھے اور سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کو اپنی پالکی میں سوار کر کے اپنی قیام گاہ تک لے گئے اور فرمایا "اے فرزند! جس دن سے تم تارک السلطنت ہو کر گھر سے نکلے ہو، ہر منزل میں تمہارا نگران تھا اور مواصلت ملاقات ظاہری کی تمنا رکھتا تھا۔ الحمدللہ کہ جدائی مواصلت سے بدل گئی۔ حضرت مخدوم شیخ علاؤالحق والدین گنج نبات خالدی پنڈوی قدس سرہ اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ صاحب تقوی و روحانیت اور مقتدائے ارباب ولایت تھے یعنی علم و فضل زہد و تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔

تربیت شیخ: حضرت شیخ علاؤالحق گنج نبات قدس سرہ کی یہ عادت تھی یا یوں کہیے کہ یہ ان کی تربیت کا طریقہ تھا کہ جب کوئی ان کے پاس سلوک کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتا تو آپ اس سے سخت امتحان لیا کرتے تھے۔ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نے عرض کیا حضور میرے لئے کوئی کام متعین فرمادیں یہ سن کر فرمایا: فرزند اشرف! حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے تمہاری اتنی تعریف کی ہے کہ مجھے تم سے کوئی خدمت لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نوربخشی السامانی قدس سرہ سے خدمت نہ لینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ ترک سلطنت کر کے آئے تھے کیونکہ خدمت تو ان سے لی جاتی ہے جن کی اصلاح مقصود ہوتی ہے کہ ریاضت مجاہدے کے ذریعے ان کے غرور تکبر اور انانیت کو ختم کیا جائے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کیا جائے تو جس نے سلطنت ترک کر کے پہلے ہی درویشی اختیار کر لی ہو اور اپنے نفس امارہ کو مار لیا ہو اس کو پھر کسی مجاہدے کی ضرورت نہیں ہوتی اس کو تو صرف ایک کامل نگاہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لئے شیخ کامل نے آپ کے ذمہ کوئی خدمت نہیں لگائی۔

خطاب جھانگیری: جب چار سال کامل خدمت شیخ میں بسر کئے۔ حضرت مخدومی کو خیال ہوا کہ ان کو کیا لقب دینا چاہئے کیوں کہ **الالقاب تنزل من السماء** جو کچھ غیب سے نازل ہو۔ایک رات حضرت مخدومی وظائف واوراد شب برأت میں مشغول تھے خلوت خانہ میں جاکر مراقبہ کرکے دیر تک خاموش رہے یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی یکبارگی خلوت کی دردودیوار سے آواز آئی"**جہانگیر جہانگیر**" حضرت کے خاطر مبارک میں پہلے سے آپ کے لقب کا خیال تھا اس آواز غیبی کے سننے سے فرمایا الحمد للہ کہ فرزند اشرف کو خطاب جہانگیری ملا۔جب حضرت محبوب یزدانی دوسری خلوت میں مشغول ذکر وفکر تھے جب حضرت فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے اور نماز باجماعت ادا کی، حسب قاعدہ معمول جب حضرت مخدومی کے دست مبارک پر مصافحہ کرنے گئے اور سب لوگ باہم مصافحہ کرنے لگے جو کوئی حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر مصافحہ کرتا یہی کہتا کہ خطاب جہانگیری مبارک ہو۔ (صحائف اشرفی اول/حضور اعلی حضرت اشرفی میاں)

وعظ ونصیحت: حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے جامع مسجد بغداد میں خلیفہ اور وہاں کے اہل معرفت و مکرمت کے بے حد اصرار پر وعظ فرمایا۔اس مجمع میں تقریباً پانچ ہزار اربابِ علم وفضل اور سرکاری امیر و سردار موجود تھے۔ قاری صاحب نے سورۂ یوسف تلاوت کی تو حضرت پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی۔اسی کیفیت میں آپ نے تقریر شروع کی اور اس وعظ میں معرفت وعرفان کے اس قدر نکات بیان فرمائے کہ سارے مجمع میں وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور گریہ وزاری کرنے لگے۔خاص طور پر آپ نے آیت پاک لولاان رابرھان ربہ (اگر اپنے رب کی پختہ دلیل نہ دیکھ لیتے) کی تفسیر میں ایسی ایسی عاشقانہ باتیں بیان کیں کہ سارے مجمع پر ان کا اثر ہوا یہاں تک کہ اکثر لوگ اپنے گھروں کی طرف دوڑے یا جنگل کی جانب نکل گئے۔

علمی خدمات: سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم اور برگزیدہ صوفی کے علاوہ صاحب تصانیف کثیرہ بزرگ تھے آپ بیک وقت بادشاہ، مصنف، مؤلف، مترجم، مفسر، مجدد، مصلح، محدث، فقیہ، محشی، مؤرخ، مفکر، نعت گو شاعر، منجم اور شارح تھے۔ بیشتر علوم وفنون میں کامل مہارت رکھتے تھے۔آپ کا علم عجیب خداداد علم تھا کہ روئے زمین میں جہاں تشریف لے گئے وہیں کی زبان میں وعظ فرماتے اور اسی زبان میں کتاب تصنیف کرکے وہاں کے لوگوں کے لئے چھوڑ آتے۔بہت سی کتابیں آپ کی عربی، فارسی، سوری، زنگی، اور ترکی مختلف ملک کی زبانوں میں جو تصنیف فرمائیں جن کی فہرست اگر لکھی جائے تو ایک طومار ہو جائے گی۔علماء جلیل القدر کا یہ قول تھا کہ جس قدر تصانیف حضرت محبوب یزدانی نے فرمائیں بہت کم علماء اس قدر تصانیف کثیرہ کے مصنف ہوئے ہوں گے۔

تصانیف جلیلہ

غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

☆ترجمہ قرآن کریم (بزبان فارسی) ☆رسالہ مناقب اصحاب کاملین ومراتب خلفائے راشدین ☆رسالہ غوثیہ ☆ بشارۃ الاخوان ☆ارشاد الاخوان ☆ فوائد الاشرف ☆اشرف الفوائد ☆رسالہ بحث وحدۃ الوجود ☆ تحقیقات عشق ☆ مکتوبات اشرفی ☆ شرف الانساب ☆ مناقب السادات ☆ فتاوائے اشرفی (بزبان عربی) ☆دیوان اشرف ☆رسالہ تصوف واخلاق (بزبان اردو) ☆رسالہ حجۃ الذاکرین ☆بشارۃ المریدین ☆ کنزالاسرار ☆لطائف اشرفی (ملفوظات سید اشرف سمنانی) ☆شرح سکندر نامہ ☆سرالاسرار ☆شرح عوارف المعارف ☆شرح فصول الحکم ☆ قواعد العقائد ☆تنبیہ الاخوان ☆رسالہ مصطلحات تصوف ☆ تفسیر نور بخشیہ ☆رسالہ در تجویز طعنہ

یزید ☆بحر الحقائق ☆نحو اشرفیہ ☆کنز الد قائق ☆ذکر اسمائے الٰہی ☆مرقومات اشرفی ☆بحر الاذکار ☆بشارۃ الذاکرین ☆ربح سامانی ☆رسالہ قبریہ ☆رقعات اشرفی ☆تسخیر کواکب ☆فصول اشرفی ☆شرح ہدایہ (فقہ) ☆حاشیہ بر حواشی مبارک وغیرہ

حوالاجات

معارف سلسلہ اشرفیہ، حیات غوث العالم صفحہ، صحائف اشرفی حصہ اول،

سید اشرف جہانگیر سمنانی علمی دینی اور روحانی خدمات

مزارات کی زیارت: حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی جب صالحیہ (دمشق) اور جبل الفتح کے مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تو پاؤں سے جوتیاں نکال لیتے تھے اور برہنہ پا زیارت فرمایا کرتے تھے۔یہی صورت ہندوستان میں بھی تھی۔جب آپ دہلی، بدایوں، سرزمین جائس، بہار شریف، اودھ اور کڑو کے مزارات کی زیارت کرتے تھے تو ہمیشہ برہنہ پا ہوتے تھے۔ واللہ اعلم

منصب غوثیت: بمقام گلبرگہ شریف یکم رجب المرجب 770 ہجری میں فائز ہوئے۔

صحابی رسول حاجی رتن ہندی سے ملاقات: غوثیت کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز ہونے کے علاوہ حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے حضرت سیدنا ابوالرضا حاجی رتن ابن ہندی رضی اللہ عنہ کے دیدار و ملاقات کا شرف بھی حاصل فرمایا۔

مسافرت جہان اور حج بیت اللہ شریف: آپ نے اللہ تعالی کے فرمان " سیروا فی الارض " کا حق پوری طرح ادا کیا ہے۔ آپ نے ہندوپاک کے علاوہ ایران، عراق، روم، ترکی، دمشق، فلسطین، شام اور ممالک عرف کے تمام شہروں کا سفر کیا اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ہندوستان کے طول و عرض میں تشریف لے گئے اور راہ گم کردہ لوگوں کو صراط مستقیم دکھاتے رہے۔

محبوب یزدانی کا خطاب: بمقام روح آباد کچھوچھہ شریف 27 شب ماہ رمضان المبارک 782 ہجری میں ملا۔ ہاتف غیبی نے لاکھوں تعظیم و تکریم کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی کہ **"اشرف میرا محبوب ہے"**۔ حضرت محبوب یزدانی کے معمول سے تھا کہ آپ ہمیشہ نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرنے کے لئے کعبہ شریف میں لے گے حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جو اہل حرم کے قبلہ محترم تھے۔حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ کو محبوب یزادنی یہ خطاب حق تعالی کی طرف سے اشرف سمنانی مبارک ہو۔

وصال مبارک: حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی زندگی سیاحت و تبلیغ دین میں گزاری اور سیاحت کے دوران کئی سو بزرگان دین سے فیض حاصل کیا۔ سن 808 ہجری میں ہندوستان میں ہندؤں کے مقدس مقام اجودھیا کے قریب پہنچے اور کچھوچھہ شریف میں اپنی خانقاہ قائم کی۔ **خلفائے کرام:** آپ کے خلفائے کرام کا ذکر تحریر میں لانا آسان نہیں ہے۔حق تعالیٰ نے حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی شان یہ بلند بنائی کہ آپ غوث العالم اولیائے روئے زمین کے سردار اور افسر تھے۔آپ نے تین بار ساری دنیا کا سفر فرمایا پھر آپکے مریدان اور خلفاء کا کب شمار ہو سکتا ہے۔اللہ ہی جانے۔ **سلسلہ اشرفیہ:** حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کی نسبت سے یہ سلسلہ اشرفیہ کہلاتا ہے۔حضرت مخدوم سمنانی نے کیونکہ مناکحت نہیں فرمائی تھی اس لئے کوئی صلبی اولاد حضرت نے نہیں چھوڑی حضرت شاہ عبد الرزاق نور العین حضرت کے روحانی فرزند خلیفہ اول اور پہلے سجادہ نشین تھے اس لئے آپکی اولاد

ہی حضرت مخدوم کی اولاد کہلاتی ہے۔اور اسی نسبت سے یہ خاندان خاندان اشرفیہ اور اس کے مریدین کا سلسلہ، سلسلہ اشرفیہ کہلاتا ہے ۔اس سلسلہ اشرفیہ میں وقتاً فوقتاً بڑی علمی و روحانی جلیل القدر ہستیاں گذری ہیں جن میں حضرت شیخ مبارک بودلے (پیرومرشد حضرت نظام الدین بندگی میاں امیٹھوی وملک محمد جائسی) حضرت مولانا غلام مصطفی اشرفی جیلانی عرف مُلاّ باسو جائسی علیہ الرحمہ، مُلاّ علی قلی اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ (استاذ مُلاّ نظام الدین فرنگی محلی)، حضرت مولانا سید باقر اشرفی جیلانی ملقب بہ فاضل جائسی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا امام اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا سید امین اشرف جیلانی جائسی علیہ الرحمہ، اشرف الاولیاء ابو محمد سید حسین اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، ہم شبیہ غوث الاعظم محبوب ربانی حضرت ابواحمد محمد علی حسین اشرفی المعروف حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ النورانی ، عالم ربانی سلطان الواعظین سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، حضرت سید محمد المعروف محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ، حضور سرکارکلاں سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، مجاہد دوراں سید محمد مظفر حسین علیہ الرحمہ، قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، سید العلماء سید محمد جعفر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، قلندر اعظم مفتی سید محی الدین اشرف اشرفی علیہ الرحمہ، معین المشائخ مفتی سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، صوفی ملت سید امیر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، اشرف العلماء سید محمد حامد اشرف اشرفی علیہ الرحمہ، حکیم الملت سید شاہ قطب الدین اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، شیخ اعظم سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، محبوب العلماء حضرت سید محبوب اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، مجذوب کامل حضرت سید گل اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ سلسلہ اشرفیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والے مریدین ومعتقدین اسوقت پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں علماء ومشائخ بھی کثیر تعداد میں شامل ہیں۔

ارشادات زرین

تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان اوحد الدین مخدوم سید اشرف جہانیاں جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

☆ایمان وتوحید کے بعد بندہ پر سب سے پہلے عقائد حقہ وشریعہ کا جاننا فرض ہے۔☆علم حاصل کرو کہ زاہد بے علم شیطان کا تابعدار ہوتا ہے اور عابد بے فقہ کمہار کے گدھوں کی طرح۔☆علم ایک چمکتا ہوا آفتاب ہے اور تمام ہنر اس کی شعائیں ہیں۔☆عالم بے عمل ایسا ہے جیسے بے قلعی کا آئینہ۔☆عالم دین اور عالم دنیا میں فرق وہی ہے جو کھرے اور کھوٹے چاندی میں ہوتا ہے۔☆جاننا شریعت ہے، جاننے کے مطابق عمل کرنا طریقت ہے اور دونوں کے مقصود ہو توان کا حاصل کرنا حقیقت ہے۔☆جو شخص بے محل علمی گفتگو کرتا ہے تو اسکے کلام کے نور کا دو حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔☆اگر کوئی جان لے کہ اب اسکی زندگی میں صرف ایک ہفتہ باقی رہ گئے تو چاہیے کہ علم فقہ میں مشغول ہو جائے کیونکہ علوم دین سے ایک مسئلہ جان لینا ہزار رکعت سے افضل ہے ☆اگر علم کا چراغ ولی کے دل میں نہ ہو تو اسے شر کی خبر نہیں ہو سکتی اور وہ صحرائے ظلمت اور دشت کدورت میں مارا مارا پھرتا رہے گا☆جب کسی شہر میں پہونچو تو وہاں کے بزرگوں کی زیارت کرو پھر وہاں کے بزرگوں کی زیارت کے لئے جاؤ☆جب مشائخ کی زیارت کے لئے جائے تو بغیر شیرینی، پھول اور سبزہ کے نہ جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ،

وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ

وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

توحید اور اس کے مراتب

توحید کی تعریف

قال الاشرف : التوحید فناء العاشق فی صفات المحبوب۔

(فرمایا حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر نے کہ توحید عاشق کا مٹ جانا ہے محبوب کے صفات میں)

حضرت نور العین نے حضرت قدوۃ الکبرا سے عرض کی اور اس لفظ قدوۃ الکبرا سے مراد اس کتاب میں جہاں جہاں یہ لفظ مزکور ہے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی ہوں گے کہ اگر چہ یہ ارشاد بیان واظہار توحید وتفرید کے ہر نوع پر شامل اور جامع ہے اور اصحاب ذوق و وجدان اور ارباب شوق وعرفان کا مقصود ومراد اس میں موجود اور داخل ہے لیکن عنایت فرما کر توحید کے مراتب تفصیلی طور پر بیان فرمائیں تا کہ حاضران مجلس فائدہ حاصل کریں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت نور العین کی درخواست پر توجہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ ترجمۂ عوارف میں مزکور ہے کہ توحید کے چند مرتبے ہیں:

توحید ایمانی

پہلا مرتبہ توحید ایمانی ہے اور وہ یہ کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے وصف الوہیت کی بے مثلی اور اس کے معبود حق ہونے کی یکتائی کا موافق قرآن وحدیث کے اشارات ودلائل کے دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے اور یہ توحید نتیجہ ہے خبر دینے والے کو سچا ماننے اور خبر کی سچائی پر اعتقاد رکھنے کا اور ظاہر علم سے یہ توحید حاصل ہوتی ہے اور اس کا اختیار کرنا شرک جلی سے بچنے اور سلسلۂ اسلام میں داخل ہونے کے لئے فائدہ مند ہے، اور صوفی لوگ ضروریات دین کے حکم میں اس توحید میں عام اہل ایمان کے شریک ہیں۔ ہاں اور دوسرے مراتب میں یکتا اور مخصوص ہیں اور اسی مرتبہ پر قناعت کر لینا دین عجائز کا اختیار کرنا ہے جو اس حدیث شریف سے سمجھا جاتا ہے کہ علیکم بدین العجائز۔ (یعنی بوڑھی عورتوں جیسا دین رکھو)

توحید علمی

توحید علمی ، باطن سے حاصل ہوتی ہے ۔ یہ دوسرا درجہ علم باطن سے متعلق ہے اور

اس سے حاصل ہوتا ہے۔اس کو علم الیقین بھی کہتے ہیں۔اور وہ یہ ہے کہ بندہ ابتدائے طریق تصوف میں ہی یقین سے اس بات کو جان لے کہ موجودِ حقیقی اور موثر مطلق سوائے خداوند عالم جلّ علا کے اور کوئی نہیں ہے اور جملہ زوات وصفات وافعال اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات و افعال کے آگے بالکل ناچیز ہیں اور ہر ذات کے فروغ کو خداوند تعالیٰ کے نور ذات کا نتیجہ سمجھے اور ہر صفت کو اللہ تعالےٰ کی صفت مطلقہ کا پرتو جانے بس جہاں کہیں قدرت،علم،ارادہ،سمع وبصر کا اثر دیکھے اس کو باری تعالےٰ کے سمع وبصر،علم وارادت وقدرت کا اثر سمجھے اس طرح تمام دوسری صفات وافعال پر قیاس کرنا چاہیے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے قریب قریب یہ بات،طبقات الصوفیہ[1] سے نقل کرتے ہوئے بیان کی کہ۔

شیخ سعدالدین حموی نے کہا ہے کہ توحیدِ بشریت میں یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ

کو حیّ وقیوم قبول کرے اور تمام احوال میں اس کی طرف متوجہ ہو!

یعنی جو کچھ بھی مظاہر خلقیہ وکونیہ ہیں یعنی دنیا میں جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے خواہ وہ موافق طبع ہو یا ناپسند خاطر ان سب کو حضرت جل شانہ، کے سپرد کرے اور کسی واسطہ کو نظر میں نہ رکھے بلکہ واسطہ کو اللہ تعالےٰ کے دست تصرف میں (بلاتشبیہ) ایسا سمجھے جس طرح کاتب کے ہاتھ میں قلم کی حرکت (کہ اصل حرکت دست کاتب،کی ہے اور لکھنے والا قلم ہے) اس کے علاوہ سب کو معزور سمجھے اگر کوئی فائدہ پہنچے تو شکر بجالائے اور یہ سمجھے کہ اللہ تعالےٰ اس کی طرف مائل بکرم ہے اور اگر نقصان اور ناپسندیدہ بات ظہور میں آئے تب بھی یہی سمجھے کہ اللہ تعالےٰ جلوہ فرما کر اس کو تنبیہ وتادیب فرما رہا ہے تاکہ اطوار ناپسندیدہ سے گریز کرے اور رضاء وتسلیم کے راستے پر چلے پس کسی مصیبت اور تکلیف پر سالک پر واجب ہے کہ وہ اپنی ذات میں غور کرے اور اپنے ظاہر وباطن کا جائزہ لے اور بُرے صفات (ترک صفات محمودہ) ترک آداب،غفلت،تضیع اوقات،عبادات میں سستی اور تمام قبیح اعمال سے رجوع کرکے اپنے آپ کی اصلاح کرے جس کام سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے یا جو بات اس کے حق میں ایذا رساں ہے اس کو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ نے اس صورت سے ظاہر ہو کر اس کو تنبیہ فرمائی ہے صوفیہ کرام کے یہاں ایسے ہر شخص کو مُوَحِّد کہتے ہیں۔

ایک بزرگ کا عجیب واقعہ

حضرت قدوۃ الکبرا نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بزرگ نے سوار ہو کر لالہ زار کی طرف کسی کام سے جانا چاہا انکے سواری کے جانور (خچر) پر زین کس کر لایا گیا۔تو انہوں نے اپنے موزے طلب کیے جب موزے لائے گئے تو ایک موزہ تقریباً دو انگل چوہے نے کاٹ ڈالا تھا یہ دیکھتے ہی وہ بزرگ رونے لگے ان کے اصحاب واحباب نے جو اس وقت خدمت میں موجود تھے عرض کیا کہ اتنے معمولی نقصان پر اس قدر افسوس کیوں فرما رہے ہیں ان بزرگ نے فرمایا کہ یہ مت سمجھو کہ میں اس وجہ سے تاسف کر رہا ہوں ملول ہوں اور رو رہا ہوں کہ چوہے

[1] طبقات الصوفیہ عربی زبان میں سب سے پہلا تذکرۃ الصوفیہ ہے جو شیخ سلمی نیشاپوری قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف ہے

نے موزہ کاٹ ڈالا اور اس کو نقصان پہنچایا ہے بلکہ میں تو اس سبب سے متاسف اور گریہ کناں ہوں کہ خدا معلوم مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے۔ جس کی پاداش میں چوہے نے میرا موزہ کاٹ ڈالا ہے اور اس کو نقصان پہنچایا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جب موحد کثرت میں وحدت کے مطالعہ و مشاہدہ میں مشغول ہو تو جب جمال الٰہی کا ظہور ہو اس وقت تو اس کی حمد و ثنا بجالائے اور اگر پرتو ہائے جلال کا مشاہدہ کرے تو اس کے جمال کی پناہ چاہے چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم مظہر قہر سے ہٹ کر اس کے لطف کی پناہ حاصل فرماتے اور یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اِنِیّ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ الٰہی میں تجھ سے تیرے ہی ساتھ پناہ کا طالب ہوں! (مسلم شریف روایت از حضرت عائشہؓ)

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ موحد کیلئے جلال مظہر جمال بن جاتا ہے اور قہر مبدل بہ لطف و کرم ہو جاتا ہے جس طرح حضرت موسٰی علیہ السلام کا عصا اور ید بیضا کا فروں کے لئے اژدہا تھا اور آپ کے لئے عصا اور کُھلا ہوا نور تھا۔ حضرت قدوۃ الکبرا قدس سرہٗ بھی سفر کی حالت میں حال سے کبھی خالی نہیں ہوتے تھے۔ ایک بار حب کہ آپ دہلی کی طرف سرگرم سفر تھے ایک عجیب وغریب حالت کا آپ پر غلبہ تھا۔ حواس ظاہری سے بالکل بیگانہ تھے راستہ میں ایک مست ہاتھی جس کے پاؤں میں تیس (۳۰) من وزنی زنجیر پڑی تھی آزاد ہو گیا اس کو روکنے اور پکڑنے کے لیے پانچ چھ ہتھنیوں کو آگے پیچھے لگایا گیا۔ ہر ہتھنی پر فیلبان موجود تھے اس کے پکڑنے کی تدبیر کی جارہی تھی جس طرف سے مست ہاتھی آرہا تھا۔ اس کی مقابل سمت سے حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہ) گزر رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر فیلبان نے بہت شور مچایا لیکن آپ کو مطلق خبر نہیں ہوئی اور جب تک ہمراہی صوفی حضراتً ہیا۔ ہو ہا ہائے کریں وہ فیل مست آپ کے پاس سے گزر گیا اور کسی قسم کا نقصان اس کی ذات سے آپ کو نہیں پہنچا لوگوں کا شور حد سے زیادہ تھا لیکن آپ دریائے شہود سے نکل کر ساحل شعور تک نہیں آئے۔

چنان غرقیم در دریائی وحدت	میں ایسا ہوں غریق بحر وحدت
کہ ہوش از گوہر عالم ندارم	سمجھ کچھ مجھ میں عالم کی نہیں ہے
چنان مستغرقم اندر خیالت	تصوّر میں ترے ایسا ہوں ڈوبا
خبر از عالم و آدم ندارم	خبر عالم و آدم کی نہیں ہے

حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہ) نے فرمایا کہ یہ حالت و کیفیت اہل خصوص داہل توحید کے اولین احوال کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے (بعض اہل خصوص کے اولین مراتب توحید میں سے ایک مرتبہ ہے) اس کی ابتدا اور اس کا مقدمہ توحید عام سے الگ تھلگ نہیں ہے بلکہ ابتدا اس توحید عام سے ملتی ہے۔ اس مرتبہ سے مشابہ ایک مرتبہ اور ہے جس کو کوتاہ نظر افراد توحید علمی کہتے ہیں حالانکہ وہ توحید علمی نہیں ہے بلکہ وہ ایک رسمی توحید ہے اور وہ درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔

توحیدرسمی

تیسرا مرتبہ توحیدرسمی ہےاوروہ یوں ہے کہ ایک فردفطین وذکی کتابوں کے مطالعہ سے یا کسی بزرگ سے سن کرتوحید کے بارے میں گفتگو کرےاور بحث ومباحثہ میں بے مغز باتیں کرے لیکن حال توحید سے اس کے دل میں کوئی اثر نہ ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرا(قدس سرہ)ایک روز اصحاب صدق کے ساتھ جامع دمشق میں تشریف رکھتے تھے۔اطراف واکناف کے کچھ صوفیہ حضرات اور کچھ طالبانِ معرفت بھی موجود تھے ایک شخص نے معرفت پر گفتگو شروع کر دی اور بڑی چرب زبانی سے بولتا رہا اور حاضرین میں سے ہرایک سے شطحیات صوفیہ کے معنی دریافت کرنے لگا جبکہ اس کا مقصد استفادہ نہیں تھا بلکہ اپنی حقائق دانی اور دقائق رسی کا اظہار مقصود تھا۔اسکی یہ لاطائل گفتگوسن کرقدوۃ الکبرا نے فرمایا:ایک شمہ صفات الٰہی کا اوران لامتناہی اشعات کا وجود بشری میں پنہاں ہے حادث،قدیم کی ماہئیت کوکسطرح جان سکتا ہے۔

شعر

چون قدیم آید حدث گرددعبث ہے عبث حادث جو آجائے قدیم
پس قدیمی راکجا داند حدث کس طرح حادث بھلا جانے قدیم

حقائق الفاظ کے بیان کوتقلید نہیں سمجھ لینا چاہیئے اور دھوکہ میں تم نہ آجانا کہ ان الفاظ کے جاننے سے آگاہ ہو گئے اوراس کے حقائق سے باخبر ہو گئے محض الفاظ کے جان لینے سے تم کوتوحید کی کیا خبر من لم یزق لم یدرك جب تک اس کا ذائقہ نہیں چکھو گے اس کا ادراک نہیں کرسکو گے۔جب تک علائق زمانہ اورعوائق دوراں سے باہر نہیں آؤ گے اورریاضت شدیدہ اورعبادات پسندیدہ میں مشغول ہو کر مہذب نہیں بنو گے اس وقت تک خالی باتوں سے کیا فائدہ!

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اغیار سے کنارہ کش ہو جاؤ تا کہ مجھ تک پہونچو۔

معشوق دردو عالم چون فردشد بخوبی معشوق دوجہاں میں خوبی میں ہو جب یکتا
عاشق نشاید الاّ ازہردو کون فردی دونوں جہاں میں عاشق یکتا ہے اسکو زیبا
ہر روبہی نیارد درراہ عشق رفتن روبہ مزاج کوئی اس راہ میں نہ آئے
درراہ عشق باید مردی دشیرمردی اس راہ عشق میں تو بس شیر مرد ہوگا

کوشش کرنا چاہئیے تا کہ یہ صفتیں تیری ذات میں قائم وموجود ہوں اوراس کے بعد وحدت کا بھید اپنا سرتیرے جسم سے نکالے کہ میرے جبہ میں اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

یک رنگ کندشراب مارا یکرنگ کرے شراب مجھ کو
تاہر دوشود یکی کہ ومہ تاچھوٹے بڑے ہوں ایک دونوں

اس وقت معلوم ہوگا کہ وحدت کیا چیز ہے ورنہ ان کلمات کا پڑھ لینا اور سن لینا ایسا ہے کہ کوئی مصری

کی تعریف کرے تو سننے والے کو سننے سے حظ تو ہوتا ہے لیکن اس کے مزہ اور مٹھاس کو نہیں جانتا جب تک چکھ نہ لے

گر بسخن کار میسر شدی	بات ہی سے کام اگر بن چلے
کار نظامی بفلک برشدی	کام نظامی کا فلک پر چڑھے
؎ کارکن کار بگذر ازگفتار	کام کر کام چھوڑ دے گفتار
کاندرین راہ کار دارو کار	اس طریقہ میں کام سے ہے کار

بارخدایا ہم کو اس بڑی نعمت پر ثابت قدم رکھ اور اس کو تمام مومن مرد و عورت اور مسلم مرد و عورت کو عطا فرما، اے گناہوں اور خطاؤں کے بخشنے والے بلاشبہ تو دُعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ توحید علمی اگر چہ توحید حالی سے کم درجہ کی ہے لیکن توحید حالی سے اس کا مزاج ملا جلا ہے۔

وَمِزَاجُه‌، مِنْ تَسْنِيمٍ ۝ عَيْناً يَّشْرَبُ	اور اس کی آمیزش سے (چشمہ) تسنیم (کا پانی) (ایسا)
بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ ۱	چشمہ جس سے پئیں گے (اللہ کے) مقرب بندے،

اس توحید کی شراب کی صفت ہے اور اسی لئے ایسا موحد زیادہ تر ذوق و سرور میں رہتا ہے یوں کہ بعض واقعات میں اپنے علم کے مطابق کام کرتا ہے اسباب کے وجود کو جو رابطہ اور واسطہ افعال الٰہی کے ہیں ان کو نہیں دیکھتا لیکن اکثر حالتوں میں اپنے وجود کی تاریکی کے باقی رہ جانے کے سبب سے اپنے علم کے موافق زیر حجاب رہتا ہے اور اس توحید سے بعض لوگ شرک خفی سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

توحید حالی

چوتھا مرتبہ توحید حالی ہے اور وہ یہ کہ توحید کی حالت ذات موحد کا وصف لازم ہو جائے اور علامات وجود کی تمام تاریکیاں بجز اس کے جو تھوڑی سی باقی رہ گئی ہیں نورِ توحید کی چمک میں جویندہ اور گم شدہ ہو جائیں اور نورِ توحید اس کے نور حال میں پوشیدہ و داخل ہو جائیں جیسا کہ تاروں کی روشنی آفتاب کی روشنی میں فنا ہو جاتی ہے۔

فلمّا استبان الصبح ادرج ضوءہٗ	صبح جسدم ہوگئی داخل ہوئی اسکی چمک
بِاِ سفارہ اضواء نور الکواکب	نور میں سارے ستاروں کی جو ہیں زیب فلک

اور اس مرتبہ میں موحد کا وجود واحد کے جمال و جود کے مشاہدہ میں ایسا غرق دریائے یگانگت ہوتا ہے کہ ذات و صفات واحد کے سوا اس کی نگاہوں میں کچھ نہیں سماتا یہاں تک کہ اس توحید کو واحد کی صفت جانتا ہے اور اپنی صفت نہیں خیال کرتا اور اس مشاہدہ کو بھی اسی کی صفت قرار دیتا ہے اس طریق میں اسکی ہستی قطرہ کی طرح بحر توحید کے تلاطم امواج میں گرتی ہے اور یگانگت میں ڈوب جاتی ہے۔ وَقَالَ الْاَ شْرَفُ التَّوْحِيْدُ بَحْرٌ وَالْمُوَحِّدُ فِيْهِ قَطْرٌ لَمْ يَبْقَ مِنْهُ اَثَرٌ۔ توحید ایک سمندر ہے اور موحد اس میں ایک قطرہ کے مانند ہے جس کا خود کوئی اثر وظہور باقی نہیں رہتا۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت جنید کا یہ ارشاد بھی ذکر فرمایا کہ اَلتَّوْحِيْدُ مَعْنىً تَضْمَحِلُّ فِيْهِ الرُّسُوْمُ وَتَنْدَرِجُ فِيْهِ الْعُلُوْمُ وَيَكُوْنُ

---

۱ پ ۳۰ مطففین ۲۸/۲۷

اَللّٰہُ کَمَالَمْ یَزَلْ ۔یعنی توحید ایک ایسے معنی ہیں جس میں رسوم داخل ہوکر مٹ جاتے ہیں اور علوم اس میں اس میں اس طرح مندرج ہو جاتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا وجود ہی باقی رہ جاتا ہے جس طرح وہ ازل میں تھا۔ حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہ) نے ارشاد فرمایا کہ ماوراءالنہر کے مشائخ میں سے شیخ محمد ابن ابی نصیر حسینی قدس سرہ نے خواجہ ابوبکر خطیب مرد کے ذریعہ حضرت شیخ ابوسعید الخیر (قدس سرہٗ) کے پاس ایک مکتوب ارسال کیا۔ (ان کے ذریعہ ایک سوال کا جواب دریافت کیا گیا تھا) شیخ نے خطیب مرو سے کہا جب تم شیخ ابوسعید ابوالخیر کی خدمت میں اس کو پیش کرو اس کا جواب ضرور لانا لیکن یہ خیال رکھنا کہ شیخ ابوسعید الخیر یہ نہ سمجھنے پائیں کہ یہ سوال میں نے کیا ہے سوال یہ تھا کہ کیا آثار بھی محو ہو جاتے ہیں ۔خواجہ ابوبکر نے کہا کہ میں اس سوال کا بار نہیں اٹھا سکتا (یعنی زبانی مجھے یاد نہیں رہے گا) آپ اس کو تحریر کر دیجئے ۔ انہوں نے مذکورہ سوال مجھے لکھ کر دے دیا۔خواجہ ابوبکر خطیب کا بیان ہے کہ۔

میں نیشاپور پہنچا اور ایک کارواں سرائے میں قیام کیا۔ کچھ دیر بعد دو صوفی حضرات آئے اور انہوں نے پکار کر کہا کہ یہاں خواجہ امام ابوبکر خطیب کون صاحب ہیں؟ میں نے پکار کر کہا کہ میں ہوں انہوں نے کہا کہ شیخ ابوسعید نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہتے ہیں کہ میں سن چکا ہوں میری تشفی اس میں نہیں ہے کہ آپ سرائے میں اتریں مناسب ہے کہ میرے پاس آجائیں اس پیام وسلام سے مجھ پر ایک کیفیت اور وجد کی حالت طاری ہوگئی کیونکہ مجھے تو یقیناً معلوم تھا کہ میرے متعلق کسی نے انکو خبر نہ دی تھی، میں نے صوفیوں سے کہا اچھا میں نہا دھو کر تیار ہوتا ہوں میں نہا دھو کر باہر آیا تو ان دونوں درویشوں کو دیکھا کہ عود دگلاب لئے کھڑے ہیں کہنے لگے کہ شیخ نے ہم کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے انکے ساتھ جب میں شیخ ابوسعید ابوالخیر کی خدمت میں پہنچا تو شیخ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا:-اے قاصد خوش آمدید بھیجنے والے کی محبت کے باعث مجھے قاصد بھی عزیز ہے۔ میں نے سلام کیا شیخ قدس سرہ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم نے اس شیخ کے پیغام کو حقیر سمجھا لیکن ہمارے نزدیک ان کی بات کی بہت قدر ہے تم جب سے مرد سے نکلے ہو میں منزل بہ منزل شمار کر رہا ہوں (کہ تم یہاں کب پہنچو گے)لاؤ کیا لائے ہو اور انہوں نے کیا کہا ہے۔

شیخ ابوسعید کی ہیبت سے وہ سوال میں بھول گیا تھا لہٰذا میں نے وہ کاغذ جس پر سوال تحریر تھا نکال کر پیش کر دیا۔ شیخ نے فرمایا کہ اگر میں اس کا جواب ابھی دیئے دیتا ہوں تو تم کو فوراً واپس ہونا پڑے گا۔ اب تم کو نیشاپور میں جو کچھ کام ہیں وہ کر لو جب تم جانے لگو گے تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔ میں چند روز نیشاپور میں رہا۔ ہر رات شیخ قدس سرہٗ کی مجلس میں حاضر ہوتا جب میری واپسی کا وقت آیا تو میں نے شیخ قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ اب ان بزرگ کے پیام کا جواب مرحمت فرما دیجئے ۔ شیخ ابوسعید قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تم ان بزرگ سے کہنا کہ لَاتُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ [1] اثر نہ باقی رہتا ہے نہ بچتا ہے، ذات ہی نہیں رہتی تو اثر کیسے رہے میں نے کچھ دیر غور کیا اور پھر عرض کیا میری سمجھ میں اس کا مفہوم نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا کہ دانشمندی اس کے سمجھنے سے قاصر ہے (یہ بات عقل سے نہیں

---

[1] پ ۲۹ مدثر ۲۸

سمجھی جا سکتی)اور ہمارے شعروں میں سے یہ شعر تم یاد کرلو یہی ان کو سنا دینا۔

جسم ہمہ اشک گشت وچشم بگریست	جسم میرا اشک ہے اور آنکھ سے ہم روتے ہیں
درعشق تو بی چشم ہمی باید زیست	عشق میں تیرے تو ہم بے آنکھ ہی کے جیتے ہیں
ازمن اثری نماند ازعشق حبیب	عشق میں پیارے کے میرا نقش بالکل مٹ گیا
چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست	جبکہ خود معشوق ہوں عاشق کسے سب کہتے ہیں

میں نے عرض کیا کہ ان اشعار کو تحریر کر دیں تو بہتر ہوگا۔انہوں نے حکم دیا کہ تحریر کر دیں۔ چنانچہ وہ تحریر لے کر میں مرد واپس آ گیا اور اسی وقت شیخ پیر حسینی (محمد ابن ابی نصیر حسینی) کی خدمت میں پہنچا اور تمام قصہ بیان کیا اور میں نے رقعہ نکال کر ان اشعار کو پڑھا جو اس پر تحریر تھے جیسے ہی انہوں نے اشعار سنے ایک نعرہ مارا اور زمین پر گر پڑے جہاں سے دو شخص اٹھا کر ان کو باہر لے گئے وہ ساتویں دن مدفون ہوئے۔شیخ قدس سرہ نے فرمایا مصرعہ: بررستہ دگر باشد و بربستہ دگر بررستہ کوئی اور ہے بربستہ اور

اور جہاں تک علوم میں تقریر و زبان کا تعلق ہے اس طائفہ کی دلیل آیہ کریمہ اَناوَ جَدْنَآ ا بآ ءَ نا عَلٰی اُمَّةٍ[1] (بیشک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا) ہے بربستہ تو مانگے کی اپنی زندگی میں زبان سے بولتا ہے اسے دھوکہ میں پانی کی جگہ سراب نظر آتا ہے جب ملک الموت کا ظہور ہوگا تو لباسِ رعایت لے لیتے ہیں اور اس شخص کی رسوائی ظاہر ہو جاتی ہے اور جو کچھ دل سے لگاؤ رکھتا ہے بررستہ ہے اس سے دین و دنیا میں بہت سے فائدوں کی امید حاصل ہوتی ہے

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ جب طالب صادق میں وجہ خاص کا مراقبہ و ملاحظہ بطور اختصاص جا گزیں ہوتا ہے اور اس کا وصف لازم ہو جاتا ہے جیسے کان میں سننے کی قوت اور آنکھ میں دیکھنے کی قوت تو نورِ شہود کا ظہور اور حضور وجود کا صدور اسقدر غالب آ جاتا ہے کہ کبھی کبھی اس کے حواس قطعی کام نہیں کرتے (توحید حالی اس قدر غالب آ جاتی ہے) اور وہ کسی طرف التفات نہیں کرتا خواہ وہ کتنی ہی مہیب چیز کیوں نہ ہو اس سلسلہ میں حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ ابوسعید خراز نے فرمایا ہے کہ اپنے حال اِرادت کے ابتدائی زمانہ میں اپنے وقت کی نگرانی بہت سخت کیا کرتا تھا ایک دن میں جنگل میں چلا جا رہا تھا میرے پیچھے سے کسی کی آواز آئی میں نے اپنے دل کو اس آواز کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔اور نہ اپنی نظر کو اس کے دیکھنے میں مصروف کیا کہ مجھے محسوس ہوتا کہ وہ چیز میری طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بالکل میرے قریب آ گئی تب میں نے دیکھا کہ دونوں عظیم درندے ہیں وہ دونوں میرے کندھوں پر چڑھ گئے میں نے پھر بھی ان کا کچھ خیال نہیں کیا نہ ان کے چڑھتے وقت اور نہ اترتے وقت مجھے کوئی احساس ہوا۔

شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مشاہدہ (ذات) کے وقت آلام کا ادراک و احساس نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ لذت شہود جاری دساری ہوتی ہے۔ایک شخص کے سو کوڑے لگانا تھے اس کے نناوے کوڑے لگائے گئے اور وہ مضطرب نہیں ہوا لیکن آخری کوڑے پر بہت چیخا چلایا اور بے قرار ہوا ۔ اس سے اس کیفیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ ۹۹ کوڑوں تک میں مشاہد ہ محبوب میں مستغرق تھا لذت مشاہدہ کے باعث ضربات

---

[1] پ ۲۵ زخرف ۲۲

کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی لیکن آخری کوڑے پر میں اس کے مشاہدہ سے محروم تھا۔(اس کی یاد سے غافل تھا) اس لیے چوٹ محسوس ہوئی۔

حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہٗ) نے ارشاد فرمایا کہ اس توحید یعنی توحید حالی کا منشا نورِ مشاہدہ ہے اور توحید علمی کا منشا نور مراقبہ ہے اس توحید حالی میں اکثر رسوم بشریت فنا ہو جاتے ہیں اور توحید علمی میں بہت کم رسوم بشریت فنا ہو پاتے ہیں اور یہ جو کہا گیا کہ توحیدِ حالی میں اکثر رسوم بشریت فنا ہو جاتے ہیں اور کچھ باقی رہ جاتے ہیں یہ کچھ رسوم اس وجہ سے باقی رکھے گئے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے افعال کی ترتیب اور صدور ہو سکے (افعال انسانی سرزد ہو سکیں) اور موحد کے اقوال میں شائستگی پیدا ہو سکے یہی سبب ہے کہ حال حیات میں حقِ توحید جیسا کہ ادا کرنا چاہیئے اس سے ادا نہیں ہونا۔ اسی کے پیش نظر شیخ ابوعلی دقاق قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ:-
التوحید غریم لا یَقْضِیُ دَیْنه و غریب لا یودّی حقّه، یعنی توحید ایک ایسا قرض خواہ ہے جس کا قرض ادا نہیں ہوسکتا اور ایک ایسا غریب ہے جس کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا توحیدِ حالی میں خواص کے لیے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یکبارگی تمام آثار و رسوم فنا ہو جاتے ہیں لیکن ایسا چند لمحات کے لیے ہوتا ہے وہ بھی ایسا جیسے بجلی کا چمکنا کہ ابھی چمکی پھر اس کی روشنی ختم!! اسی طرح چند لمحات کے بعد اس کے بقایا رسوم عود کر آتے ہیں۔ اور اس حال میں وہ کلیتہً شرک کی نفی کر دیتا ہے۔

توحید حالی میں موحد کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ممکن نہیں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ مشاہدہ کی یہ دولت ہر شخص کو اس کے تصفیۂ قلب اور تزکیۂ باطن کے اعتبار سے مختلف اور متضادت طور پر نصیب ہوتی ہے یکساں طور پر نہیں بعض حضرات کو حق تعالیٰ اس مشاہدہ کے شرف سے ہمیشہ مشرف فرماتا ہے (اسکو یہ مشاہدہ علی الدوام حاصل ہوتا ہے) بعض کو شب و روز میں اکثر اوقات یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور بعض کو بہت کم ساعات کے لیئے یہ دولت حاصل ہوتی ہے اور بعض حضرات مرتبۂ شہود میں اس مرتبہ پر ہیں کہ ان کے کانوں میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُم[1] کا نغمہ گونجتا رہتا ہے اور وہ اسکو کبھی نہیں بھولتے۔ اس سلسلہ میں حضرت نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے جو معارفیت سے آراستہ اور حقائق سے پیراستہ تھے ان کا شمار و اصلانِ حق کے گروہ میں کیا جاتا تھا اور ان کو زمانے کے سالکوں کا محبوب کہا جاتا تھا۔ ایک دن ان کے حضور میں بہت سے اصحابِ سلوک اور اربابِ طریقت موجود تھے۔ ان سب حاضرین نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کا مسئلہ چھیڑ دیا اور اُن سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے جس دم الست بربکم فرمایا تھا اور یہ ندا دی گئی تھی۔ وہی ندا اور خطاب بعینہٖ آج بھی میرے گوشِ جاں میں موجود ہے اور جس وقت حضرت آدم علیہ السّلام کو ملائکہ نے سجدہ کیا تھا میری ذریت انکے آئینۂ زانو میں موجود تھی۔

---

[1] اللہ تعالےٰ نے تمام ارواح کی تخلیق کے بعد ان سے خطاب فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تمام ارواح نے جواب میں عرض کیا۔ بلیٰ بے شک تو ہمارا رب ہے اس کو میثاق ازل، پیماں ازل عہد الست وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے صوفہ کرام کے یہاں یہ پیمان محبت اور پیمان عشق ہے جو بکثرت ان کے کلام میں ان کی تصانیف میں استعمال ہوا ہے۔ (مترجم) پ۹ سورہ اعراف ۱۷۲

دولت مشاہدہ سے بہرہ دری کی نشانی

اس موقع پر حضرت نور العین نے عرض کیا کہ اس گروہ میں دولت مشاہدہ کے اثر کا نشان اور علامت کیا ہے؟ (کس طرح سے معلوم ہو کہ یہ لوگ دولت مشاہدہ سے مستفید اور بہرہ ور ہیں اور توحید حالی کا ان پر غلبہ ہے)۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس اسرار کی بہت سی نشانیاں ہیں ان نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے حضرات کا دیدار حق تعالیٰ کے ذکر کا موجب بن جاتا ہے (ان حضرات کو دیکھ کر انسان خدا کو یاد کرنے لگتا ہے۔ اور وجدان حق کا سبب بنتا ہے)

اذارأو وجوھھم ذکراللّٰہ،، جب وہ ان کے چہرے دیکھتے ہیں تو اللہ کی یاد کرنے لگتے ہیں۔ ان علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ حضرات کسی تکلیف کا اثر قبول نہیں کرتے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں منقول ہے کہ کافروں سے ایک جنگ کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ' کو بہت سے زخم آئے اور آپ کے جسم میں تیر کے پیکان بھی رہ گئے جب ان کے نکالنے کی تدبیر کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ابھی مت نکالو جب میں حرم کعبہ میں نماز میں اپنے جاں نواز کے ساتھ مشغول نیاز ہوں تو اس وقت اس پیکان کو نکال لینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کو کچھ بھی تکلیف کی خبر نہ ہوئی جب حال مشاہدہ ختم ہوا تب آپ کو معلوم ہوا۔

ایک آتش پرست کا ایمان لانا

حضرت قدوۃ الکبرا نے (تقریباً) فرمایا کہ شیخ ابوالادیان کا آتش پرستوں سے مناظرہ رہتا تھا۔ (ان کو ابوالادیان اس وجہ سے کہا جاتا تھا۔ کہ وہ بددینوں اور بدمزہبوں سے ہمیشہ مناظرہ کیا کرتے تھے۔ اور اپنے مخالفوں کو شکست دیا کرتے تھے)۔ ایک دن شیخ ابوالادیان اور مجوسی میں بات چیت ہو رہی تھی۔ شیخ نے فرمایا کہ آگ تو حق تعالیٰ کے حکم سے جلتی ہے۔ آتش پرست نے کہا کہ نہیں جلنا آگ کا خاصہ اور اس کی طبیعت ہے اگر تم یہ دکھا دو کہ آگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلتی ہے اور کام کرتی ہے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا چنانچہ یہ طے پایا کہ آگ جلائی جائے اور ابوالادیان اس آگ میں جائیں چنانچہ بہت سی لکڑیاں جلائی گئیں جب تمام لکڑیاں جل گئیں تو انگارے زمین پر پھیلائے گئے یہ مقابلہ دیکھنے کے لیے بہت سے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔ اب شیخ ابوالادیان کو ان انگاروں پر چلنا تھا۔ لہذا شیخ ابوالادیان نے جائے نماز بچھائی اور نماز ادا کی۔ سلام پھیرنے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ کر انگاروں پر چلنے لگے۔ جب وہ بجھے ہوئے انگاروں کی آخری حد پر پہنچے تو انہوں نے مجوسی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اتنا کافی ہے یا دوبارہ چل کر دکھاؤں یہ بات جب انہوں نے کہی تو ان کے چہرے پر صدمہ کے آثار پیدا ہوئے یہ دیکھ کر آتش پرست مسلمان ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب رات کا وقت ہوا تو شیخ کے خادم احمد نے دیکھا کہ ان کے پاؤں کے انگوٹھے کے نیچے چھالا پڑا ہے۔ اس نے کہا کہ اے شیخ یہ کیا ہے؟ شیخ ابوالادیان نے کہا کہ جب میں آگ پر چل رہا تھا تو میں بشریت سے غائب تھا لیکن کنارے پر پہنچ کر حاضر ہو گیا تھا۔ تا کہ مجوسی سے بات کروں بس یہ اسی کا اثر ہے اگر کہیں یہ شعور آگ کے درمیاں پیدا ہو جاتا تو میں پورا جل جاتا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ارباب بصیرت اور اصحاب طریقت اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جلانے والی

آگ اگر کسی مخصوص وقت میں حق تعالےٰ کے بندوں کے حق میں خدا کے حکم سے وہ کام نہ کرے جس پر وہ مقرر و متعین ہے یا جو اس کی فطرت ہے تو تعجب کی بات نہیں ہے جس طرح حضرت ابراھیم علیہ السلام کے معاملہ میں فرمان ہوا (قُلْنَا یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًاوَّ سَلاَ مًا عَلیٰٓ اِبْــرَاھِیْــمَ ۱) ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی پڑ جا اور سلامتی بن جا ابراہیم کے لیے اس موقع پر حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت کبیر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جانتے ہو سلامًا میں کیا نکتہ ہے حضرت کبیر نے عرض کیا کہ حضرت قدوۃ الکبرا زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر فرمانِ الٰہی میں یعنی اس آیہ کریمہ میں سلامًا کا لفظ موجود نہ ہوتا تو آگ حضرت خلیل (علیہ السلام) کے لیے اتنی سرد ہو جاتی کہ آپ اس میں زندہ نہ رہ سکتے۔ پس آگ حکم الٰہی کے بموجب اتنی سرد ہوئی کہ حضرت خلیل اللہ (علیہ السلام) کے جسم کی سلامتی کا نشان بن گئی۔ اس سلسلہ کے باقی مباحث اِن شاءاللہ حسب موقع ومحل بیان کیے جائیں گے۔

حضرت شیخ الاسلام نے جو حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفاء عظام میں سے تھے، غیر پر اثر مشاہدہ کے بارے میں عرض کیا تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب شہود کی آگ کسی عارف کے وجود کی مِنقل (انگیٹھی) میں جلتی اور شعلہ زن ہوتی ہے تو اس حالت میں اگر عارف کسی پر شرارہ کے بمقدار تصرف کرے جب بھی اس کا اثر سرایت کرے گا حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ (جن کو شیخ ولی تراش بھی کہا جاتا ہے اور اس لقب کا موجب یہ تھا کہ آپ کی نظر غلباتِ وجد میں جس کسی پر بھی پڑ جاتی وہ دنایت کے مرتبہ کو پہنچ جاتا تھا) سے تقریباً آپ نے نقل فرمایا کہ ایک روز ایک سوداگر یونہی تفریحاً آپ کی خانقاہ میں پہنچ گیا۔ شیخ کا اس وقت حال بہت قوی تھا۔ آپ کی نظر اس سوداگر پر پڑ گئی اسی وقت وہ مرتبہ ولائت کو پہنچ گیا۔ شیخ نے دریافت فرمایا کس ملک کے رہنے والے ہو اس نے جواب دیا کہ فلاں ملک کا باشندہ ہوں۔ شیخ نجم الدین کبریٰ نے اسی وقت اس مملکت میں ارشاد کا اجازت نامہ لکھ کر اس کو دے دیا کہ اس ملک میں لوگوں کی رہنمائی خداوند تعالیٰ تک کرے (اور اس کو اسی دن روانہ کر دیا) ایک دن شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ اصحاب طریقت کے ساتھ بیٹھے تھے کہ یکا یک آپ نے دیکھا ایک باز ایک چڑیا کے پیچھے جھپٹ رہا ہے۔ ناگاہ شیخ کی نظر اس چڑیا پر گئی بس اسی دم وہ چڑیا پلٹی اور اُس نے باز کو پکڑ لیا اور شیخ کے سامنے اس کو لا کر ڈال دیا۔

شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ کا ایک اور واقعہ

ایک دن شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ اصحاب کہف کا قصّہ حاضرین سے بیان فرما رہے تھے۔ شیخ کے مریدوں میں سے شیخ سعدالدین موی کے دل میں یہ خطرہ اور وسوسہ پیدا ہوا کہ آیا اس امت میں بھی ایسا کوئی شخص موجود ہے جس کی محبت کا کتے پر اثر ہو۔ شیخ نور فراست سے ان کے دسوسہ سے آگاہ ہو گئے۔ اور اپنی جگہ سے اٹھے۔ خانقاہ کے دروازہ پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ دفعتاً ایک کالا کتا نمودار ہوا اور وہاں کھڑا ہو کر دم ہلانے لگا۔ شیخ کی نظر اس پر پڑ گئی اسی دم وہ بے خود اور متحیر ہو گیا اور شہر چھوڑ دیا۔ گورستان کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔ اس کا حال یہ تھا کہ زمین پر سر پٹکتا اور روتا تھا۔

۱ پ ۱۷ سورہ انبیاء ۶۹

کہتے ہیں کہ جس طرف سے وہ کتّا نکل جاتا تھا اسی وقت پچاس ساٹھ کتّے اس کے گرد جمع ہو جاتے اور اس کو حلقہ میں لے لیتے۔ نہ کچھ کھاتے نہ پیتے اسی طرح بیٹھے رہتے اور اس کتے کی بڑی آؤ بھگت کرتے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ کتا مر گیا۔ شیخ نے فرمایا اس کو دفن کر دیں اور اس کی قبر پر عمارت بنائیں۔

شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ وہ شہر تبریز میں حضرت محی السنّۃ کے شاگرد سے کتاب شرح السنہ پڑھا کرتے تھے۔ جب کتاب ختم ہونے پر آئی تو استاد کے سامنے آئمہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور شرح السنہ پڑھ رہے تھے کہ ایک درویش درس گاہ میں تشریف لائے۔ شیخ ان کو نہیں پہچانتے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی شیخ کے حال میں ایسا تغیر پیدا ہوا کہ پڑھنے کی قوت باقی نہ رہی۔ شیخ نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ بابا فرح تبریزی ہیں مجذوب ہیں اور خدا کے محبوب بندوں میں ہیں۔ شیخ تمام رات بےقرار رہے۔ صبح دم استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استاد سے عرض کیا کہ بابا فرح تبریزی کی زیارت کے لیے چلیے چنانچہ استاد اور چند دوسرے لوگوں کے ساتھ ہوئے۔ جب بابا فرح کی خانقاہ پر پہنچے بابا فرح اس وقت خانقاہ کے اندر موجود تھے۔ بابا شاداں نامی ایک درویش نے جب اس جماعت کو خانقاہ کے دروازہ پر دیکھا تو اندر جا کر بابا فرح سے اجازتِ حاضری طلب کی۔ بابا فرح نے فرمایا کہ جس طرح خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہیں اس صورت میں میرے سامنے آئیں شیخ نجم الدین فرماتے ہیں کہ چونکہ مجھ پر بابا فرح کی نظر پڑ چکی تھی اور اپنا اثر کر چکی تھی۔ لہٰذا میں ان کی اس بات کو سمجھ گیا۔ چنانچہ جو کچھ ہم پہنے ہوئے تھے وہ اتار دیا اور سینہ پر ہاتھ رکھ کر ان کے سامنے پہنچے (دوسرے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا) ان کے سامنے اس طرح جا کر بیٹھ گئے ایک لحظہ کے بعد ہماری حالت متغیر ہوگئی اور ان کی صورت میں ہم کو ایک عجیب عظمت نظر آئی۔ ان کا چہرہ آفتاب کی طرح درخشاں ہوگیا۔ اور وہ جو کپڑے پہنے ہوئے تھے ان کے جسم ہی پر پارہ پارہ ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد وہ اپنے اصل حال میں واپس آئے۔ اٹھے اور وہ لباس مجھے پہنا دیا (جو ان کے جسم سے استغراق کی حالت میں الگ ہوگیا تھا۔) اور فرمایا تمہارے پڑھنے کا وقت نہیں ہے اب تو وقت آگیا ہے کہ تم دنیا کے سرفتر بنوگے (دنیا کے پیشوا) یہ سنتے ہی میری حالت متغیر ہوگئی اور میرے باطن میں جو کچھ بھی غیرحق سے موجود تھا منقطع ہوگیا (باطن بالکل صاف و پاک ہو گیا۔) جب ہم بابا فرح کی خانقاہ سے واپس آئے تو میرے استاد نے فرمایا کہ شرح السنہ تھوڑی سے باقی رہ گئی ہے دو تین دن میں اسے ختم کر لوگے یوں تمہیں اختیار ہے۔ میں پھر سبق پڑھنے پہنچ گیا (خیال آیا کہ کتاب کو مکمل کر ہی لیا جائے) بابا فرح پھر درسگاہ میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ کل تم نے علم یقین کی ہزاروں منزلیں طے کر لی تھیں اور آج پھر تم درس لینے آگئے! یہ سنتے ہی میں نے درس کا سلسلہ ختم کر دیا اور ریاضت وخلوت میں مشغول ہوگیا اور مجھ پر واردات غیبی اور علوم لُدّنی ظاہر ہونے لگے۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ باتیں بھول نہ جاؤں لاؤ انہیں لکھ لوں کہ بابا فرح پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ شیطان نے تم کو تشویش میں ڈال دیا ہے (اور وہی

اکسار ہا ہے کہ ان باتوں کو ضبط تحریر میں لاؤ) تم ان باتوں کو مت لکھو۔ میں نے فوراً دوات اور قلم پھینک دیا اور پھر یاد حق میں سب سے منقطع ہو کر مصروف ہو گا گیا۔

کمال جوگی کی بلی کی معرفت کا بیان

حضرت قدوۃ الکبرا جب اس کلام سے فارغ ہوئے تو قاضی رفیع الدین اودھی کے دل میں یہ خطرہ اور وسوسہ پیدا ہوا کہ حضرت نجم الدین کبریٰ قدس سرہ کی نظر مبارک میں یہ تاثیر تھی کی کثیف جانوروں میں بھی ان کا اثر ہوتا تھا۔ کیا اس زمانہ میں بھی بزرگوں میں سے ایسا کوئی ہے کہ اس کے نگاہ کی تاثیر سے اسی طرح کسی جانور کو جذب کر لے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے اپنے نور باطن سے ان کے اس وسوسہ اور خطرہ کو معلوم کر لیا۔

جام جہان نمائی ضمیر تو یافتہ	تیرا ضمیر پاک ہے جام جہاں نما
ہر ذرۂ جہانش درد عکس تافتہ	دنیا کا ذرہ ذرہ ہے اس میں ذرا ذرا

ہنس کر فرمایا ہاں شاید اس زمانہ میں کوئی ایسا ہو مصرعہ

تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد	کیا خبر تم کو اس گرد میں کوئی ہو سوار

کمال جوگی کی ایک بلی تھی کبھی کبھی حضرت قدوۃ الکبرا کی نظر مبارک سے گزرا کرتی تھی، فرمایا کہ کمال جوگی کی بلّی کو لاؤ۔ اس بلّی کو لایا گیا اس وقت حضرت نے معارف طریقت اور حقائق معرفت بیان کرنے شروع کیے ابھی تھوڑا ہی بیان ہوا تھا کہ اس کے اندر بھی تغیر پیدا ہوا اور ان کلمات کا اثر ظاہر ہونے لگا اور وہ بھی از خود رفتہ ہو گئی۔ ایک پہر تک وہ اسی طرح بے خود رہی جب ہوش میں آئی تو حضرت قدوۃ الکبرا کے پاؤں چومے اور پیروں میں لوٹنے لگی اور اصحاب مجلس وحاضرین محفل کے گرد چکر لگانے لگی اب اس کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ جس وقت عارفانہ گفتگو کا آغاز ہوتا تو وہ مجلس شریف سے کہیں دور نہیں جاتی تھی (مجلس شریف میں موجود رہتی) جب خانقاہ میں مہمان آتے تو مہمانوں کی تعداد کے مطابق میاؤں میاؤں کر کے خادمانِ عالی کو بتا دیتی کہ مہمانوں کی تعداد اتنی ہے۔ لنگر کی تقسیم کے وقت دوسرے لوگوں کے برابر اس کو بھی حصہ ملتا تھا کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اس بلّی کو بعض اصحاب کے بلانے کے لیے بھیج دیا جاتا یہ بلّی جاتی اور اس شخص کے پاس پہنچ کر غرّاتی لوگ سمجھ جاتے کے حضرت قدوۃ الکبرا نے بلایا ہے۔

ایک دن حضرت کی خانقاہ میں چند درویش سفر سے آئے بلی نے عادت کے بموجب میاؤں میاؤں کیا لیکن جب باورچی خانہ سے کھانا بھیجا گیا تو ایک شخص زیادہ ہوا (ایک شخص کا کھانا کم تھا) حضرت قدوۃ الکبرا نے بلّی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے گربہ؟ آج یہ غلطی کیوں کی؟ بلّی یہ سُن کر فوراً باہر گئی اور ان نو رسیدہ مہمانوں میں پہنچی اور ان میں سے ہر ایک کو سونگھنا شروع کیا اس طرح اس نے ہر ایک کو سونگھا لیکن جب ان نو رسیدہ درویشوں کے سر حلقہ کو سونگھا تو اس کے زانو پر بیٹھ کر پیشاب کر دیا وہ درویش اٹھا اور اسی وقت حضرت قدوۃ الکبرا کے پیروں پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ بارہ سال سے میں دہریہ ہوں اور اسلامی لباس میں آکر زمانہ کے بڑے بڑے صوفیوں کو دیکھتا ہوں اس نیت سے کہ کوئی میرے نفاق کو ظاہر کر دے تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں

پیش ضمیر توکہ زخورشید انورست	دل میں ترے چمک میں جو اک آفتاب ہے،
ذرات کائنات چومہتاب ظاہرست	ہر اک ذرہ دنیا کا اک ماہتاب ہے
بل خطرہ کہ در دل موران کند خطور	ہر اک خیال وخطرہ جو چیونٹی کے دل میں ہو
درگوشہ ضمیر سلیمان منورست	نور دل سلیمان پہ وہ بے حجاب ہے

کسی نے اس بھید کو ظاہر نہ کیا لیکن بیابان تصوف ومعرفت کے شیر حضرت قدوۃ الکبرا کی بلی نے اس راز سربستہ کو کھولدیا سبحان اللہ کتنا بڑا فضل حق تعالیٰ کا حضرت قدوۃ الکبرا پر ہے کہ آپ کے اثر سے بلی کا یہ مرتبہ ہو جائے کہ حق و باطل کی جدا کرنے والی ہو پھر اس موقع کا کیا کہنا ہے اگر نظر کیمیا اثر کسی خاکسار کی حالت پر فرمادیں۔

آنانکہ خاک رابنظر کیمیا کنند	جن کی نگاہ خاک کو کرتی ہے کیمیا
آیابود کہ گوشہ چشمی بما کنند	اے کاش ہم پہ چشم کریں ایسے اولیا

آج یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے) کا سورج افق ہدایت سے چمکا لہٰذا میں حضرت قدوۃ الکبرأ کے سامنے اسلام قبول کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا مبارک ہو۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے حضرت قدوۃ الکبرأ سے بیعت کر لی اور پھر شدید ریاضتوں اور مجاہدوں اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد اس میں اتنی قابلیت پیدا ہوگئی اور تصفیہ باطن کی اس منزل پر پہنچ گیا کہ حضرت قدوۃ الکبراء کے خلفاء کرام میں سے ایک خلیفۂ عالی قدر وہ بھی تھے اور حضرت نے اجازت نامہ لکھ کر عطا فرمایا کہ استنبول جاؤ اور وہاں مخلوق کو رشد وہدایت کے راستہ پر لاؤ (خلافت عطا فرما کر استنبول روانہ فرمایا کہ وہاں تبلیغ وترویج سلسلہ کا کام کریں)۔

حضرت قدوۃ الکبرأ کے وصال کے بعد چند سال تک یہ بلّی حضرت مخدوم زادہ کے عہد میں بھی زندہ رہی ایک دن خادم مطبخ نے دودھ دیگ میں گرم کرنے کے لیے چڑھایا تاکہ مہمانوں کے لیے کھیر تیار کرے اس اثناء میں ایک ناگ دیگ میں گر گیا (اور مر گیا) یہ بلّی سانپ کا دیگ میں گرنا دیکھ چکی تھی۔ چنانچہ وہ دیگ کے گرد چکر لگاتی رہی اور بیقرار پھرتی رہی۔ خادم مطبخ اس بیقراری کا سبب نہیں سمجھ سکا اور ہر بار وہ قریب آتی تو جھڑک دیتا اور بھگا دیتا۔ جب بلّی نے دیکھا کہ خادم کسی طرح اس کی بات نہیں سمجھ پا رہا ہے تو وہ خود دیگ میں کود گئی اور جان دیدی جب کھیر کو لوگوں نے پھینکا تو ایک سیاہ ناگ اس میں سے نکلا اس وقت حضرت نورالعین نے فرمایا کہ دیکھو اس بلّی نے خود کو درویشوں پر قربان کر دیا۔ اب تم لوگ اس کی قبر بناؤ اور اس کی زیارت کیا کرو۔ چنانچہ اس کو دارالامان میں دفن کر کے اس پر عمارت بنادی گئی۔

رباعی

ہرگہ کہ ازوحوش فدائی تو گشتہ اند	جب جانور بھی تم پہ ہوا کرتے ہیں نثار
انسان اگرفدا نشود کمتر ازوحوش	انسان کچھ نہیں ہے جو تم پر نہ ہو فدا

حیوان بخدمت تو بجائی رسیدہ اند	حیوان کو تیرے فیض سے وہ مرتبہ ملا
کز شیوۂ صفاء زند طعنہ بر سروش	آکر فرشتے دیکھ لیں یہ خوبئ صفا
درکار مس جسم کہ اکسیر خدمت است	ہے جسم تانبا اس میں ہے اکسیر چاکری
انداخت ذہب خالص شدبرگہر فردش	جب ڈالا جسم بن گیا سونا تپا کھرا

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت جنید بغدادی کا بیان ہے کہ خواجہ سری سقطی قدس سرہٗ نے مجھ سے فرمایا کہ مجلس منعقد کرو اوراس مجلس میں تم وعظ کرو۔ میں اپنے اندر یہ صلاحیت نہیں پاتا تھا اور خود کو اس بات کا مستحق نہیں سمجھتا تھا یہاں تک کہ ایک جمعہ کی شب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا تکلم علی الناس لوگوں سے کلام کر (یعنی وعظ کر) جب میں خواب سے بیدار ہوا اور صبح ہونے سے پہلے ہی میں حضرت سری سقطی قدس سرہٗ کے دروازہ پر پہنچا اور آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے اندر ہی سے فرمایا کہ تم نے مجھے راست گو نہیں سمجھا تھا یہاں تک کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے مجلس وعظ منعقد کی اور وعظ شروع کر دیا۔ شہر بھر میں یہ خبر پہنچ گئی کہ جنید وعظ کہہ رہا ہے۔ ایک آتش پرست پارسا اور متقی لوگوں کے لباس میں مجلس کے ایک کنارہ پر کھڑا تھا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ اے شیخ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کیا معنی ہیں؟ اتقو افر اسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ یعنی مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے۔

شیخ جنید کہتے ہیں کہ یہ سُن کر میں نے کچھ دیر تامّل کیا۔ اس کے بعد میں نے سر اٹھا کر کہا کہ اب تو اسلام قبول کر لے کہ تیرے اسلام قبول کرنے کا وقت آ پہنچا ہے۔

حضرت امام یافعی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حضرت جنید کی ایک کرامت تھی اور میں کہتا ہوں کہ اس میں ان کی دو کرامتیں تھیں۔ ایک تو اس جوان کے کفر سے واقف ہونا اور دوسرے اس کی خواہش سے آگاہ ہونا کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا تھا کہ وہ اسی وقت اسلام قبول کر لے گا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونی نے خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف دیدار حاصل کیا تو آپ سے عرض کیا کہ مـاا لتو حیدتو حید کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا توحید کے بارے میں جو کچھ تیرے خیال میں گزرے یا دل میں آئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی توحید اس کے وراء ہے۔ یعنی خیال کی رسائی اس کی توحید تک نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شرک، شک اور معطل ہونے سے پاک سمجھا جائے۔

حضرت قدوۃ الکبراء نے فرمایا کہ سالک جب عقائد صوفیہ سے بہرہ ور ہو جائے اور اس کو اس طائفہ علیہ کی اصطلاح سے وقوف حاصل ہو جائے تو اس کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اکثر اوقات محفل توحید میں اور زیادہ تر مجالس تفرید میں بیٹھے اور کچھ دیر بے تیمار بھی بیٹھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ معروف نے عرض کیا کہ بے تیمار بیٹھنا

کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کے بغیر تلاش کے پالینا اور بغیر دیکھے دیدار کرنا (بے تیمار بیٹھنا کہلاتا ہے) کہ دیدار میں بیٹھنے والا خود ایک علت ہے اس سلسلہ میں آپ نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کا یہ قول نقل فرمایا کہ سب سے اعلیٰ اور بہترین مجلس یہ ہے کہ میدان توحید میں فکر کے ساتھ بیٹھے (توحید الٰہی میں فکر کرنا سب سے افضل ہے) آپ نے پھر فرمایا کہ اپنی ہمت کو خداوند عزوجل کی طرف صرف کرا اور ایسا نہ کرنا کہ جس آنکھ سے تو نے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا ہے اس آنکھ سے غیر خدا کی طرف دیکھے۔ اگر ایسا کیا تو حق تعالیٰ کی نظر سے گر جائے گا۔

حضرت قدوۃ الکبراے فرمایا کہ صوفیہ حضرات کو عقیدہ علم توحید سے ضرور آگاہ ہونا چاہئے کہ اہل طریقت کا اصول اور خداوندان حقیقت کا وصول ہی علمِ شریف ہے۔ اس موقع پر بابا حسین نے علم توحید کے فوائد سے آگاہ ہونے اور معالم تفرید سے بہرہ ور ہونے کی درخواست کی (عرض کیا علم توحید کے فوائد اور عالم تفرید کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں) حضرت نے اپنی لسان گوہر بار سے ارشاد کیا کہ اصحاب توحید کے عقائد پر ایمان لانا اور ار باب تفرید کے قواعد سے وابستگی بہت ہی اہم چیز ہے۔ اس لیے کہ بہت سے محققین صوفیہ اور عارفانِ طائفہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ یقین جو صوفیہ کاملین کے مقدمات سے اور وہ عقیدہ جو صوفیہ متقدمین کے کلمات کے ملاحظہ اور مطالِعہ سے حاصل ہوتا ہے وہ اس زمانے کے اصحاب مجاہدہ کے مکاشفے سے کہیں بہتر ہے! ان حضرات نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ کشف کے بعد بیان کیا ہے اور کشف کے لیے ریاضت اور مجاہدہ شرط ہے۔ پس ان کے اقوال مجاہدہ و ریاضت سے اشرف و بہتر ہوئے۔ کَمَا قَالَ الاشرف۔ مَنْ لَم یعمل اکتساب المجاهده لَم یحصل له جناب المشاهده (جو عمل سے کسب ریاضت نہیں کرتا اس کو مشاہدہ سے بہرہ ور نہیں کہا جا سکتا) اور اگلے کاملوں کی ریاضت و مشقت علم و یقین پر ہے برخلاف پچھلوں کی ریاضت کے کہ رسمی اور کتابی ہے چنانچہ حضرت امام غزالی احیاء علوم میں فرماتے ہیں، جس کو اس علم سے حصہ نہیں ملا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ برائی پر ہوگا (انجام بخیر نہیں ہوگا) اور ادنیٰ درجہ کا حصہ ان محققین کو دل سے ماننا اور تسلیم کرنا ہے۔

لیکن کمال کا درجہ تو یہ ہے کہ معنیٰ توحید کو اپنی صورت میں طلب کرے اور معنیٰ توحید کا اظہار التزام نسبت کی صورت کے بغیر ممکن نہیں (نسبت کا ہونا ضروری ہے) اس موقع پر حضرت شیخ معروف نے عرض کیا کہ معنی توحید کا التزام اہل تجرید کے دل میں کس طرح کیا جائے تو آپ نے فرمایا اکابر صوفیہ نے التزام معنی توحید کے لیے تفصیل کے ساتھ ایک راستہ وضع فرمایا ہے تا کہ ہر طالب کی طبعیت کے مطابق آ سکے۔ اس ایک نوع کو یہاں بیان کیا جاتا ہے اس کے باقی انواع اقسام لطیفۂ افکار و مشاہدہ میں انشاءاللہ ذکر کیے جائیں گے۔

فرمایا حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر نے کہ توحید کی حقیقت حق کا مشاہدہ کرنا ہے بطور ملکہ [1] کے اس طرح کہ تصور حقیقت اس مشاہدہ سے جدا نہ ہو۔ دل میں تصور جما لے، یہ بالکل ظاہر ہے ان مظاہر میں اسکی

[1] ملکہ اس عادت کو کہا جاتا ہے جو مداومت کے باعث نفس انسانی سے جلد فنا پذیر نہ ہو سکے۔

واقعی حقیقت وذات کی بنا پر۔ بار خدایا ہم کو اور سب طالبوں کو یہ بزرگ نسبت اور لطیف مشاہدہ نصیب کر صدقہ نبی کا اور ان کی اولاد پاک کا۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ارباب ذوق وعرفان اور اصحاب شوق ووجدان کے نزدیک جس نے نسبت شریفہ کی نگرانی میں اور اللہ تعالی کی طرف توجہ کرنے میں دم بھر کے لئے بھی غفلت وفراموشی کی تو اس کو مردار کہا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کلّ نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میتۃ (جو جان ذکر خدا کے بغیر نکلے وہ مردار ہے) اور یہ کتنی عجیب بات ہے کہ مردہ جان کی موت کے خبر دینے والے تو کچھ آدمی اور پڑوسی ہوں اور جو مشاہدہ کی دولت سے محروم ہو وہ ایسا مردہ ہے کہ دنیا کے چوپائے اس کی خبر دیتے ہیں اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ گروہ صوفیہ سے دو شخص شیخ ابوبکر واسطی قدس سرہ سے ملاقات کے ارادہ سے روانہ ہوئے جب یہ دونوں آپ کی قیام گاہ کے قریب پہنچے تو سنا کہ دو بلیّاں آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہی ہیں کہ شیخ ابوبکر واسطی قدس سرہ گلزار کثیف سے نکل کر لالہ زار لطیف میں تشریف لے گئے ہیں یہ سن کر یہ دونوں حضرات بہت غمگین ہوئے اور افسوس کیا کہ ہم ان کا شرف صحبت حاصل نہ کر سکے یہ لوگ اسی مقام سے لوٹ جانا چاہتے تھے۔لیکن انہوں نے پھر یہ سوچا کہ شرف صحبت و ملازمت تو نہ حاصل ہو سکا چلو ان کے مزار کی زیارت ہی کر لیں۔ جب یہ دونوں افراد آپ کی قیامگاہ پر پہنچے تو حضرت شیخ کو بقید حیات اور تندرست پایا بہت ہی متعجب ہوئے، ان کو تو نعمت غیر مترقبہ مل گئی۔ان لوگوں نے یہ ماجرا حضرت شیخ سے بیان کیا حضرت شیخ یہ واقعہ سن کر بہت روئے اور فرمایا ان بلّیوں نے درست کہا تھا کہ ابوبکر جب خداوند تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو اس وقت وہ ایک مردہ ہوتا ہے جس کی تمام حیوانات کو خبر ہو جاتی ہے۔

توحید کے بارے میں حضرت قدوۃ الکبرا کا ارشاد

حضرت قدوۃ الکبرا قدس سرہٗ نے فرمایا توحید الٰہی یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ سے اپنی ذاتی یکتائی سے نہ کہ کسی کے ایک کہنے سے بے مثلی اور تفرد سے موصوف ہے۔ کان اللہ ولم یکن معہ شئی (اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی شے موجود نہ تھی) اب بھی ازلی صفت اور انمٹ یکتائی سے متصف ہے الآن کما کان (آج بھی ویسا ہی ہے جیسا تھا) اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا کل شئی ھالکٌ الّا وجھہ (ہر چیز مٹنے والی ہے سوا اللہ کی ذات ہے) یہاں لفظ ھالکٌ ہے لفظ یھلکُ نہیں ہے تا کہ معلوم ہو کہ تمام چیزوں کا وجود اس کے وجود میں آج مٹا ہوا ہے اور اس مشاہدہ کو قیامت کے دن پر رکھنا محروموں کے لئے ہے ورنہ بصیرت والے اور مشاہدہ والے جو زمان ومکان کی تنگی سے رہائی پا چکے ہیں ان کے حق میں یہ وعدہ دم نقد ہے اور یہ وہ خدائی توحید ہے جو نقصان کے عیب سے پاک ہے اور مخلوقات کی توحید ان کی ناقص الوجودی کے سبب غیر مکمل ہے۔

حضرت شیخ الاسلام نے جو حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفائے بزرگ سے ہیں نیازمندانہ عرض کیا کہ آدمی بڑا بلند حوصلہ اور باہمت واقع ہوا ہے تو جب مراتب و کمالات کے میدانوں کا چکر لگا کر بھی ذات بحت تک اس کی رسائی نہ ہوئی تو پھر

اسکامقصود کیا ہوافرمایا کہ درجات تحقیق پرقدم بڑھانے والوں اوراس بیابان توفیق کے سیاحوں کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ دریائے احدیت میں ڈوب جائیں اورصحرائے الوہیت مطلقہ میں گم ہو جائیں بلکہ سلوک میں سالک کا کمال یہ ہے کہ اپنی صورعلمیہ اوروجود ثابتہ کے ساتھ احکام جاریہ کوقبول کرے (احکام کے نفاذ کو برضائے خاطر قبول کرے) مثلاً مجازی سلطنت میں کسی کو بہت زیادہ قرب حاصل ہے تو اس کا مقصود یہ نہیں ہوتا کہ وہ بادشاہ کی ذات پرتصرف حاصل کرے بلکہ اس کا کمال قرب بس یہی ہے کہ وہ منصب وزارت حاصل کرے یا کسی محکمہ میں صدارت سے مشرف ہو جائے اسی طرح یہ منصب خاص عارفوں کے لیے مخصوص ہے۔ پس اس کی ذات پرتصرف کے حصول کواسی طرح سمجھنا چاہئے (کہ اس سے مقصود قرب خاص ہے نہ کہ ذات پرتصرف) قال الاشرف الذات البحت محتجب برداء کبریائہ سرمدًا ولم یصل الیہ من الموجودات احدٌ ابدًا اشراف کہتا ہے کہ وہ ذات محبت کبریائی کی چادر سے ہمیشہ سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اور مخلوقات میں سے کوئی شخص اس تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ تمام کاملین اور بزرگان طریقت کا اس پراتفاق ہے کہ وہ حقیقت جس طرح سے کہ وہ ہے (حقیقت ھی کما ھی) کائنات میں سے کسی کے لیے بھی مدرک نہیں ہے موجودات میں سے کوئی اس کا ادراک نہیں کرسکتا چاہے وہ انبیاعلیہم السلام میں سے کوئی ہو یا اولیاءِ مکمل میں سے کوئی ہو۔ وہ ہمیشہ پردہ خفا میں ہے اور ابد تک حجلئہ قدم میں مستور رہے گا۔ وہ پس پردۂ عزتِ اغیار کی نظروں سے مخفی ہے، حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

معشوق چون نقاب زرخ برنمیکشد	معشوق جب نقاب کو رخ سے الٹ نہ دے
ہر کس حکایتی بتصور چرا کنند	ہرشخص اس کے خیال کی باتوں کو کیوں کرے

اورصوفیوں کے قبضہ اور عارفوں کے نشانہ میں بیابان کے چکر لگانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ قاف یکتائی کے عنقا اوراطراف بے نیازی کے شیر کو جال میں پھنسانا محال ہے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چین	لے جاؤ جال ہوگا نہ عنقا کبھی شکار
کاینجا ہمیشہ بادبد ستست دام را	ہوتا نہیں ہے دام یہاں پر کبھی بکار

لاتدرکہ الابصار (آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں) کے تیر نے حاملان اسرار کے سینوں کو چاک کرڈالا اور یحذ رکم اللّٰہ نفسہ (اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے) کے خنجر نے نورانی لوگوں کے کلیجوں کے ٹکڑے کردئے۔

کشیدہ خنجری ازہیبت ذات	بڑی ہیبت سے ہے خنجری کو کھینچا
دریدہ فرق عرفا را بکرات	سر عارف کو کتنی بار کاٹا
بذات او نباشد سیر مردم	نہیں اس ذات تک ہے سیر مردم
کسی کاینجارسیدہ گشت سرگم	یہاں کوئی جو پہونچا ہوگیا گم

ازین حیرت ہمہ عرفاء ماناک	اسی حیرت سے ہیں عرفاء ماناک
کشیدہ سر بجیب ماعرفناک	کشیدہ سر بجیب ماعرفناک
نبردہ کس ازین دریاء ذخار	نہ اس دریا سے کشتی کو نکالا
بدرکشی حصول این راست پندار	کسی نے اس کو سمجھے عقل والا

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ایک رات شیخ ابو اسحاق گاذرونی آسمانِ رفعت کے ماہِ کامل اور ایوانِ شوکت کے صدر حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوئے تو انہوں نے خدمت والا میں کیا ما العقل ؟ قال (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) ادناہ ترك الدیناو اعلاہ ترك التفکرفی ذات اللّٰہ لقد صلی اللّٰہ علیہ و سلم انہ قال کل الناس فی ذات اللّٰہ حُمُقی ای فی معرفۃ ذاتہ و ایضا قال تفکروا فی آیاتہ و لا تفکّروا فی ذاتہ!

یا رسول اللہ عقل کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا ادنیٰ درجہ ترک دینا ہے اور اس کا بلند درجہ ذات الٰہی میں غور و خوض کا ترک کرنا ہے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی اور ارشاد کیا کہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت ذات میں نادان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور وفکر کرو اس کی ذات میں غور نہ کرو۔

حضرت صاحب فصوص (شیخ اکبر شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ) نے فرمایا ہے التفکر فی ذات اللّٰہ محال فلم ھیق التفکر الانی الکون (ذات الٰہی میں فکر محال ہے۔ پس فکر باقی نہ رہی مگر دنیا میں یعنی دنیا کے امور میں فکر کی جا سکتی ہے)۔

ہر کہ درذاتش تفکر کرد نیست	کوئی اس کی ذات کو سوچے اگر
فی الحقیقت آن نظرور ذات نیست	ذات تک پہونچی نہیں اس کی نظر
ہست آن پندار او زیرا براہ	کون پہونچے گا بھلا اس راہ تک
صد ہزاران پردہ آمد تا الہٰ	لاکھوں پردے ہیں پڑے اللہ تک

اس موقع پر حضرت کبیر نے عرض کیا جب ذات بحت کا حصول اور اس کا وصول اس طرح ناممکن و ممتنع ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے لایحیطون بہ علما (یعنی علم سے اس کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں) پس اس صورت میں صوفیہ کرام کے درجات و مقامات میں تفاوت کس اعتبار سے ہے اور اس کا کیا محل ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ عارفان روزگار اور سالکان نامدار کی کامیابی وعروج اور ناکامی ونزول کی تفریق مرتبۂ صفات وتنزلات میں ہے جس کا بیان عنقریب اپنے محل پر انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

انشاء اللہ تبارک وتعالی

اردو زبان میں بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔

توحید اور اس کے اقسام

حضرت سیدنا امام حسین اور یزید پلید بن معاویہ خالدی اموی

हुज़ूर का साया न था

حیات سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

خانوادۂ اشرفیہ کی عالمی درسگاہیں

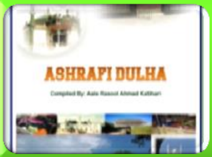

Ashrafi Dulha (Roman Urdu)

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی رضی اللہ عنہ

A'ala Hazrat Ashrafi Miyan (English)

देवबंदियों की
रसूल दुश्मनी की ताज़ा मिसाल

فیشن اور پردہ
مؤلف حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی

इमाम अहमद रज़ा खां अलैहिर्रहमा
देवबंदियों की नज़र में (हिंदी)

حضور مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ کاامام کون؟

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر

Ashrafi Dulha (Roman Urdu)

شب برات آزادی کی رات

Aala Hazrat Aur Radd e Bid'at
(Roman Urdu)

अक़ीदा ए इल्म ए गैब
और देवबंद की क़लाबज़ियाँ (हिंदी)

حاجی سید عبدالرزاق نورالعین الحسنی والحسینی

Devbandi Vs Devbandi

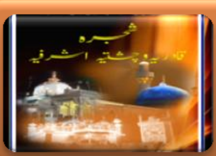

شجرہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ

کرامات سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

اشرفی پنج سورہ (زیر ترتیب)

English Speaking & Grammar

AaleRasoolAhmad
aalerasoolahmad@gmail.com
www.facebook.com/AaleRasoolAhmad
ww.twitter.com/AaleRasoolAhmad
www.youtube.com/c/AaleRasoolAhmad

Scribd: www.scribd.com/aale8rasool8ahmad
Slideshare:www.slidshare.net/mdalerasool
www.archive.com/aale_rasool_ahmad
www.aalerasoolamad.blogspost.com
Mobile: +91-7282896933, 7362828037